جوابات سوالات کمیشن تعلیم

از طرف

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

ریمارک قبل اسکے کہ مین ان جوابات کو معرض نقل مین لاؤن اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ان جوابات کو اسلام یا اہل اسلام سے کیا تعلق ہے اور خاصکر اس رسالہ اشاعۃ السنہ سے (جسکا کام صرف اشاعت سُنّت وحمایت اسلام ہے) کیا علاقہ ہے۔ اور اسکے اس رسالہ مین درج کرنیسے کیا غرض ہے۔ **کہین ایسا** نہو کہ ہم باوجود دعوی حمایت اسلام واشاعت سُنّت وہ کام کر رہے ہون جسکو اسلام سے تعلق نہو اور ہمارے حال پر یہ بیت صادق آرہا ہو ۔ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ؛ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست۔

لہذا بگوش توجہ سُننا چاہئے کہ **بعض جوابات** تو ایسے ہین جنمین خاص تعلیم مذہب ہی سے بحث اور سرکار سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ سرکاری مدارس مین مسلمانون کے لڑکون کو اصول مذہبی (قرآن وحدیث) کی تعلیم دیجاوے۔ یا مسلمانون کے اُن مدارس کو (جنمین وہ مذہبی تعلیم دیتے ہین) روپیہ سے مدد دیجاوے (دیکھو جوابات نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۱۴ و ۴۳ و ۳۹ وغیرہ) جنمین یہہ بات بتصریح لکھی گئی ہے اور اس سے بڑھکر اس امر کی تصریح اس ضمیمہ رپورٹ انجمن ہمدردی مین ہوئی ہے جو بعد اختتام جوابات منقول ہوگا۔ نمبر ۳۹ مین تعلیم مذہبی کے ساتھ اسکی تعمیل (نماز پڑھنی) کی اجازت کی بہی درخواست کی گئی ہے۔ **اِن جوابات** کا موید ومفید وعوام ہونا میرے نزدیک محتاج دلیل واثبات نہین۔ **بعض لوگون** کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مدارس مین مذہب اسلام کی تعلیم جاری ہونی یا اُن

مدارس کو جہان اس مذہب کی تعلیم ہوتی ہے مدد دینے کی درخواست اس امر کے
درخواست کی موید ہے کہ ہندؤن اور عیسائیون کو بہی مدارس سرکاری مین
مذہبی تعلیم دیجاوے یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد دیجاوے اور یہہ امر
منافی حمایت اسلام ہے -

مگر یہہ خیال انکا تب صحیح ہوسکتا ہے جبکہ ہندؤن اور عیسائیون کی مذہبی
تعلیم یا معاونت تعلیم صرف انجمن کی اس درخواست کا نتیجہ ہو جسکی علامت یہہ ہے
کہ اگر یہہ انجمن یا کوئی اور مسلمان جماعت اس امر کی درخواست نہ کرے تو ہندؤن
اور عیسائیون کی تعلیم یا معاونت تعلیم ملتوی رہے - اور جس حالت مین عیسائیون کو
پہلی ہی سے مذہبی تعلیم پر مدد مل رہی ہے اور ہندؤن کو مذہبی تعلیم پر مدد دینے کو
گورنمنٹ خود تیار ہے تو انجمن کی اس درخواست کا اسمین کیا دخل و اثر ہے -

اگر انجمن اس خوف سے اہل اسلام کے لئے مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم کی درخواست
نہ کرے یا اس تعلیم و معاونت تعلیم کی مخالف رائے دے تو اسکا نتیجہ بجز اسکے اور
کچھہ نہ ہوگا کہ صرف ہندؤن اور عیسائیون کو سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم
دیجاویگی یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد ملیگی - مسلمان اور اُن کے مذہبی
مدارس ان دونون صورتون معاونت سے محروم رہینگے - اور یہہ امر جیسا کہ
(مضر یا مفید) بحق اسلام ہے ظاہر ہے -

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مین مذہبی تعلیم مسلمانون کے
لئے ہوئی بہی تو کیا ہوگی - مذہبی تعلیم اہل اسلام کے لئے تو اپنے ہی گہرون
اور مسجدون مین اور اپنے ہی مقدس علما سے مناسب ہے -

یہہ خیال بہی اُن لوگون کی نسبت تو صحیح ہے جنکو اپنے گہرون مین اور مسجدون مین
اپنے علما سے دینی و دنیوی تعلیم میسر و ممکن ہے - اور انکو سرکاری مدارس

کی کچھہ پرواہ نہین ہے - ایسے لوگون کو ہم یہی نہین کہتے کہ وہ سرکاری مدارس
مین جاوین اور وہان جاکر دین سیکھین -

مگر یہہ خیال اِن لوگون کے حق مین غلط و زہر قاتل ہے جو مسجدون کا دروازہ نہین دیکھتے اور گہر دن پر خدا کا نام نہین لیتے تو لَد ہوتے ہی اے بی سی کے سواے کچھہ نہین پڑہتے اور سرکاری سکولون کو قبلہ حاجات و کعبہ مرادات دنیوی جانتے ہین - ایسے لوگون کے لئے اگر سرکاری سکولون مین بھی مذہبی تعلیم کا بندوبست نہو تو پہر وہ مذہبی تعلیم کہان پاوینگے -

مانا کہ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم جیسی چاہئے ویسی نہ ہوگی مگر مطلق نہو نیسے جیسی ہے ویسی بہتر ہے مثل مشہور ہے " مالا یدرک کلہ لایترک کلہ " - جسکو ہندی والے یون کہتے ہین - کچہہ نہ ہونیسے کچہہ ہونا بہتر ہے " اور انگریزی مین یون کہتے ہین " سَم تہنگ اِز بٹر دَین نَہ تہنگ " - اور بعض جوابات ایسے ہین جنمین مدارس مخالف اسلام پر نکتہ چینی کی گئی ہے (دیکھو جواب نمبر ۱۵ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۴ - ۳۰ - ۵۷ - وغیرہ جنمین مشنری سکولون کے واقعی معائب و نقصانات کا بیان ہے اور ان مدارس کی امداد کو کم کردینا کی بابت راے دی گئی ہے اور نمبر ۴۲ لغایت ۴۶ جنمین زنانہ مدارس سے مشنری لیڈیون کی مداخلت کے برخلاف رائے دیگئی ہے اِن جوابات کا بہی مفید و موید اسلام ہونا محتاج بیان و اثبات نہین ہے **اور بعض جوابات** ایسے ہین جنمین عام حالات مدارس دیسی و سرکاری کا بیان ہے (جیسے جواب نمبر ۴ لغایت ۹ و نمبر ۱۱ - ۱۲ وغیرہ اکثر جوابات جنمین مدارس کے طلبا کی تعداد - انکی علوم مروجہ کی کیفیت انکے طلبا کی لیاقت انکی مروج و مستعمل زبان کی حالت انکے نباہ و چلاؤ کی صورت وغیرہ وغیرہ) یہہ جواب گو بظاہر تاریخی حالات ہین جو اسلام سے اجنبی

Som thing is better than nothing -

معلوم ہوتی ہین مگر درحقیقت یہہ سبھی جواب اسلام و اہل اسلام کے موید ہین ۔
بطور تمثیل ایک دو جوابات کا مفید اسلام ہونا بیان کیا جاتا ہے ۔

دیکھو جواب نمبر ۱ مین اُردو زبان کا مدارس مین قایم رکھنا بیان کیا گیا ہے جسمین بظاہر ایک ایسی چیز کی تائید ہے جو ہندو و مسلمانان سب مین مشترک و مساوی الاستعمال ہے مگر غور سے دیکھا جاوے تو اسمین اسلام و اہل اسلام کا زیادہ فایدہ متصور ہے ۔ کیونکہ مسایل اسلام کا بہت سا حصہ اردو زبان مین پایا جاتا ہے جسکا رواج پنجاب مین سرکاری مدارس اور سرکاری عدالت کے سبب سے ہوا ہے ۔ اور اگر سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُردو زبان اُٹھ گئی تو چند سالون مین عام لوگون سے وہ حصہ اسلام بھی اُٹھ جاویگا اور عام لوگون مین بجز **نجات المومنین دیکھی روڑی** کے (پنجابی زبان مین چھوٹے چھوٹے رسایل مین جنمین نماز و طہارت کے مسایل ہین) کچھ جاننے والا نظر نہ آویگا ۔ ایسا ہی اور بلاد کا حال ہے جہان اُردو زبان روزمرہ کی عام زبان نہین ہے ۔ اور مسلمانون مین اکثر لوگون کا ٹکڑا کا کہانا بہی اسی اُردو کے ذریعہ سے ہے ۔ اور اگر اُردو سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُٹھایا گیا تو مسلمانون کو ایک عرصہ دراز تک (جبتک کہ وہ ہندی یا مہاجنی یا لنڈے نہ سیکھین) بھیکھ مانگنی پڑیگی ۔ اب بتاؤ اِس اُردو کو قایم رکھنے کی بابت رائے دینا اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید ہے یا نہین ۔ رہا یہہ کہ اسمین اُن ہندون کا بہی فایدہ ہے جو اُردو کے ذریعہ سے معیشت چلاتے ہین سو فایدہ اہل اسلام کے منافی نہین ۔ اسلام مین یہہ بخل نہین کہ بات وہی کہے جسمین اپنا فایدہ ہو اورونکو اسکا نفع نہ پہنچے ۔

نمبر ۶ و ۷ و ۱۶ لغایت ۱۹ و ۳۲ و ۳۳ لغایت ۳۸ مین موجودہ مدارس سرکاری سے سرکار کا اہتمام اُٹہائے جانے اور اُنکا اہتمام دیسی اشخاص کے سپرد ہونے

اور دیسیون کو اختیارات کامل عطا ہونے اور دیسی مدارس کے لئے شروط امداد کو ہلکا کرنیکی بابت رائے دیگئی ہے جو ایک صرف مسجد نشین مولوی صاحب یا حجرہ نشین صوفی صاحب کو کچہری والون کی گپ معلوم ہوتی ہے **مگر** اسمین اسلام واہل اسلام کی کمال خیر خواہی ودوست گیری پائی جاتی ہے۔

اسکا حال ذرا گوش ہوش سے تعصب وخود پسندی کی روئی نکالکر سنین تو معلوم ہو کہ ان باتون کی استفسار وبحث سے سرکار کی کیا غرض ہی ہے اور انکا اثر ونتیجہ کس قوم کی کامیابی ونامرادی ہے۔ اور انجمن ہمدردی کو ان جوابات سے کیا مدنظر۔ بس واضح ہو کہ **کمیشن** تعلیم کے قایم ہونیسے **عرض** وعلت غائی یہہ ہے کہ سرکار اعلی تعلیم سے سبکدوش ہوجاوے اور اسکا بوجہہ اہل وطن کی گردن پر ڈالے۔ جیسا کہ ولایت یوروپ مین دستور ہے۔ **اور مراسلہ** کورٹ آف ڈایریکٹرز کا (جو ۱۸۵۴ مین ڈسپیچ ہوا تہا) عین یہی منشاء ہے اسی دستور کے جاری کرنے اور اسی منشاء کے پورا کرنے کو یہہ کمیشن تعلیم قایم ہوئی ہے اور وہ ان باتون کے استفسار سے یہہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ آیا دیسی لوگ اس بوجہہ کے اٹہانے کے لایق ہوئی یا آیندہ کسی طور سے ہوسکتے ہین یا نہین؟۔ **اسکے جواب** مین جو کچہہ کسی کے سمجہہ مین آیا اس نے کہا۔ بعض **انجمنون** اور خاص اشخاص نے یہہ کہا ہے کہ ابہی ملک اس بوجہہ کے اٹہانے لایق نہین ہوا۔ سرکار اس بوجہہ سے سبکدوش ہونیکا قصد نہ کرے اور اعلی تعلیم کے اہتمام سے دست بردار نہ ہوجائے۔ ان لوگون نے یہہ خیال کر لیا ہے کہ ہم اس بوجہہ کے اٹہانے سے انکار کرین گے تو سرکار نخواہ نخواہ اسکی متحمل رہیگی اس سے سبکدوش نہ ہوگی اور مضمون مراسلہ ۱۸۵۴ وغرض کمیشن تعلیم کو سوچکر یہہ نہ سمجہا کہ یہہ سبکدوشی تو عین مدعا سرکار ہے ہم یہہ بوجہہ نہ اوٹہا وینگے۔ تو سرکار اس بوجہہ کو غیر دیسی اشخاص (پادری لوگ

ہتاشی سے اسکے متحمل ہونیکو مستعد وتیار ہین) کے سر پر رکھدی گئی -

انجمن ہمدردی نے اس غرض ومنشاء کمیشن ومراسلہ کو پاکر یہہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ بالفعل اور دم نقد ملک کی ایسی حالت نہین ہے مگر دیسی اشخاص مین اس بعجہ اٹہانیکی صلاحیت ولیاقت موجود ہے - اگر سرکار انکو روپیہ سے کافی مدد دے اور اختیارات کامل یوریپن اشخاص کیطرح عطا کرے تو وہ اس بوجہہ کے متحمل ہونیکو طیار ہین -

اس غرض ومنشاء کو ادہر یار لوگ (حضرات پادری) بہی تاڑ گئے اور اعلی تعلیم کا بوجہہ اٹہانیکو آموجود ہوے - انکی تعلیم مین ایک مذہبی تعلیم کا جزو لازمی ہونا انکی مراد کا سد راہ تہا یارون نے اسکو یون اٹہایا کہ مذہبی تعلیم کو غیر لازمی (اختیاری) کردیا -

پس اگر سرکار نے مضمون مراسلہ مذکورہ کو پورا عمل مین لانا اور اعلی تعلیم سے سبکدوش ہوجانا چاہا اور ادہر دیسی لوگون مین سے کسی نے اس تعلیم کا بوجہہ اٹہایا تو سب کچہہ بنا بنایا کیا کرایا پادریون کے ہاتہہ آئیگا - جسمین بیچارہ اُن مسلمانون کا جو اعلی تعلیم کے طالب ہین گلا بغیر چہری کٹ جائیگا کیونکہ اگر اونہون نے اعلی تعلیم کے طمع سے مشنری سکولون مین قدم ڈالا تو انکو خواہ مخواہ عیسائی یا صاف عیسائی ہونا پڑیگا - اسلئے کہ گو وہان بظاہر مذہبی تعلیم لازمی نہ ہوگی مگر باطنی کششین (انعام ومزید کوشش واہتمام تعلیم) ایسے لگی رہینگی جس سے وہ اختیاری ہی لازمی سے بڑہکر اثر پیدا کریگی -

اور اگر اونکو مذہبی خیال سے مشنری سکولون سے نفرت رہی تو اور جگہہ انکو اعلی تعلیم میسر نہ ہوگی جس سے انکی حالت افلاس وابتری روز بروز بڑہتی جائیگی -

اور اگر انجمن ہمدردی کی رائے نے گورنمنٹ اور دیسی اشخاص پر اثر کیا اور درصورت دست برداری سرکار کی اعلی تعلیم سے اس تعلیم کا بوجہہ دیسی اشخاص نے اپنے ذمہ لیلیا اور گورنمنٹ نے انکو اس اہتمام وانصرام کے لئے کافی روپیہ دیکر پورا خود مختار بنادیا

تو اسکا نفع اہل اسلام بلکہ تمام ملک کو پہنچیگا اس سے سمجھہ لینا چاہیے کہ یہہ رائے انجمن ہمدردی کی کچہری والون کی گپ ہے یا سراسر مسلمانون اور ملک کی خیرخواہی ۔

شاید کوئی سوال کرے کہ اعلی تعلیم کی مسلمانون کو ضرورت ہی کیا ہے اسکے حاصل کرنیکو نہ وہ مشنری سکولون مین جانیکی حاجت رکہتے ہین نہ اور کہین اسکی تلاش کے محتاج ہین اگر اعلی تعلیم کو مشنریون نے سنبہال لیا تو کیا ہوا اور اگر کہین بہی اسکا نام و نشان نہ رہا تو کیا ہوا ۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جو مسلمان اعلی تعلیم مدارس سرکاری کے محتاج و طالب نہین انکی نسبت تو ہمنے بہی اس تعلیم کو ضروری نہین ٹہرایا اور نہ اس تعلیم کی نقل تحریک مین انکا ضرر بتایا ہے ۔ ہمنے تو ان ہی لوگون کے حق مین اسکا ضرر بتایا ہے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین اور ان ہی کے ضرر کا لحاظ و علاج کیا ہے ۔

آب یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ تعلیم کے شایق مسلمانون مین اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین یا غیر طالب زیادہ ۔ جہانتک ہمکو غور و نظر ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین ۔ لہذا ان لوگون کے نقصان کا لحاظ ضروری ہے ۔

شاید کوئی **اسپر** بہی یہہ **اعتراض** کرے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین وہ خطا پر ہین پس انکی خطا مین اعانت و موافقت کیا ضرور ہے ۔ اسکا جواب ذیل مین بحث تعلیم انگریزی کے ضمن مین معروض ہے ۔

اور **بعض جوابات** ایسے ہین جنہین ملک کے لئے عموماً اور مسلمانون کے لئے خصوصاً دنیوی عزت و رفاہیت کے وسایل و اسباب بہم پہنچانیکی تائید کیگئی ہے (دیکہو جواب نمبر ۳۴ و ۴۷ جنہین عموماً انگریزی زبان کی تعلیم کو وسعت دینے کی درخواست کی گئی ہے ۔ اور نمبر ۲۷ وغیرہ جنہین خصوصاً مسلمانون کے لئے انگریزی کا خاص انتظام کرنے کی درخواست ہے)

اِن جوابات کا مفید اہل اسلام ہونا ہی ظاہر ہے۔ محتاج بیان نہین ہے مگر رفع اشتباہ ناواقفون یا متعصبون کے لیئے اسین کسیقدر بحث ضروری معلوم ہوتی ہو

بعض لوگون (متعصب مولویون یا جاہل صوفیون) کا یہہ **خیال و مقال** ہے کہ انگریزی پڑہنی گناہ ہے۔ پہر اس انگریزی کے ذریعہ سے نوکریان کرنا اور دنیا مین عزت و ترقی پیدا کرنا اور بہی سخت گناہ ہے۔ مسلمانون کو چاہئے کہ صرف دینی علوم پڑہین۔ اور علم پڑہکر خدا کی یاد و عبادت مین لگے رہین نہ کسب کرین نہ تجارت کرین نہ نوکریون کی بلا مین پڑین۔ پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانون کے لئے انگریزی پڑہنے اور دنیا وی ترقی مین کوشش کرنیکے لئے یہہ سامان مہیا کرتے ہین وہ انکے بدخواہ ہین جو انکو بلاؤن مین پہنساتے ہین خیرخواہ ہرگز ہرگز نہین ہین۔

اِس خیال و مقال کے دو جواب ہین **اول** یہہ کہ (جو بادی الرائے مین ہے) کہ اِس انجمن نے اُن لوگون کے لئے انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی ذریعہ سے دنیا وی عزت و رفاہیت حاصل کرنیکی تجویز و تائید نہین کی جو دینی علوم پڑہتے پڑہاتے ہین اور رات دن قال اللہ قال الرسول اور خدا کے ذکر و یاد مین مصروف ہین نہ انکو تجارت سے کام ہے نہ نوکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام مین لگے ہوئے ہین خدا انکے کام اورون سے کرا دیتا ہے اور رزق انکو پہنچوا دیتا ہے۔ **بلکہ** یہہ تجویز و تائید اُن لوگون کے لئے ہے جنکی ہمت رات دن دنیا و اسباب دنیا کیطرف لگی رہتی ہے۔ اُن لوگون کو انجمن ہمدردی نے یہہ تجویز بتائی (اور اسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دنیا ہی کے طالب ہین تو اس دنیا کو ذلیل طور پیدا اور ذلیل ہوکر حاصل نہ کرے بلکہ ایسے طور سے حاصل کرین جسمین وہ خود ہی آسایش و عزت سے عمر بسر کرین اور اپنی اور ابناے جنس (خصوصاً ان

مولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بہی سلوک کرسکین۔
دو روپیہ ماہوار کی سائیسی یا پانچ روپیہ کی چپراس کی نوکری یا دس روپیہ کی منشی گری پر اکتفا نہ کر بیٹھین بلکہ انگریزی علوم (جسکی اسوقت دنیا مین قدر و منزلت ہے) حاصل کرکے سو دو سو روپیہ کی ملازمت شروع جسمین ظلم و معصیت کی صریح معاونت نہو حاصل کرین جس سے وہ عمدہ عمدہ کام کرسکتے ہین۔

دوسرا جواب (جو نظر غایہ سے پیدا ہوا ہے) یہہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبان دُنیا کے اور لوگون کو بہی انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی کے ذریعہ دُنیا وی عزت و رفعت حاصل کرنیکی رغبت دلائی جاوے تو اسمین بہی گناہ خواہ مخواہ دامنگیر نہین ہوتا، بلکہ اسمین ثواب اخروی و رضاء الٰہی کا حصول بہی ممکن و متوقع ہے۔

مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے پڑہنے یا سیکہنے یا بولنے کی ممانعت شرع مین کہین وارد نہین ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگر مانعین کے خیال مین ممانعت کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ کافرون کی زبان ہے تو یہہ وجہ محض فضول ہے کیونکہ اس سے یہہ لازم آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی پڑہنی اور سیکہنی بہی منع ہو جاوے اسلئے کہ ہندی در اصل ہندؤن کی زبان ہے۔ فارسی پارسی آتش پرستون کی۔ مسلمانون کے استعمال مین یہ دونو زبانین پیچہے کر آئی ہین۔

عربی زبان بہی اگرچہ آنحضرتؐ کی زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانون کے استعمال مین آئی ہے مگر پہلے تو وہ بہی کافرون (ابو جہل و ابولہب) کی زبان تہی۔ ان لوگون کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالی اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان مین جسکو کافر بولتے تہے نازل نہ فرماتا۔

قرآن پر کیا حصر ہے سبہی کتابین آسمانی ہر ایک نبی پر اس زبان مین نازل ہوئی ہین

جو اس نبی کی قوم کی (کافر ہی کیون نہو) زبان تہی چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم - ابراهیم ع ۱-

ہمنے کوئی رسول نہین بہیجا مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتہہ تاکہ وہ ان کے پاس ہماری وحی و احکام بیان کرے - خدا یتعالی کا یہہ فرمانا اور قرآن وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان مین اتارنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو (کافرون کی کیون نہ ہو) استعمال مین لانا گناہ نہین ہے - آنحضرت کے حکم و عمل کو دیکہا جاوے تو اس سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والون کی زبان سیکہنی منع نہین ہے -

صحیح بخاری مین بطور تعلیق - اور تاریخ بخاری مین باسند زید بن ثابت

عن زید بن ثابت ان النبی صلعم امره ان یتعلم کتاب الیهود حتی کتبت للنبی صلعم کتبه واقرئته کتبهم - (بخاری صفحہ ۱۰۶۸)

سے روایت ہے کہ آنحضرت نے انکو حکم دیا کہ یہودیکی خط و کتابت سیکہ لین وہ کہتے ہین مینے سیکہ لی یہانتک کہ مین آنحضرت کو یہودیون کے لئے خط لکہہ دیتا اور انکے خطوط پڑہ سناتا۔

اور اگر سبہی لغات اور زبانون کا واضع (بنانے والا) خدا یتعالی کو تسلیم کیا جاوے چنانچہ شیخ ابو الحسن اشعری کا قول ہے - جو کتب اصول و تفاسیر مین منقول ہے

وعلم آدم الاسماء کلها (بقره ع ۴)

ومن آیته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم (روم ع ۳)

(القول الثانی) وهو المشهور ان المراد اسماء کل ما خلق الله من اجناس المحدثات من جمیع اللغات المختلفة التی

اور ان آیات قرآن کا کہ خدا یتعالی نے آدم کو ساری چیزون کے نام سکہائے" اور تمہاری زبانون اور رنگون کا اختلاف خدا یتعالی کی نشانیون سے ہے" بہی اسیطرف اشارہ ہے چنانچہ امام الرازی نے تفسیر کبیر مین بہی پہلی آیۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے

يتكلم بها ولما دماليوم من العربية
والفارسية والرومية وغيرها وكان ولد
آدم عليه السلام يتكلمون بهذه اللغات
حتى فلما مات آدم وتفرق ولده في نواحي
العالم تكلم كل واحد منهم بلغة
معينة من تلك اللغات فغلب
عليه ذلك اللسان فلما طالت
المدت ومات منهم قرن
بعد قرن نسوا ساير اللغات
فهذا هو السبب في تغير الالسنة
في ولد آدم عليه السلام (تفسير كبير)
وقال ايضا قوله تعالى ومن اٰيته خلق
السموات والارض واختلاف
السنتكم والوانكم ولا يجوز ان
يكون المراد منه اختلاف تاليفات
الالسنة ومن كيبها لان ذلك في
غير الالسن اجمع واكمل فلا يفيد تخصيص
الالسن بالذكر فيبقى ان يكون المراد
اختلاف اللغات (محصول الرازي)

نے آدم علیہ السلام کو عربی فارسی رومی وغیرہ
لغات سکہا دئے جو اسوقت آدم کی اولاد
ان سب لغات کو استعمال کرتے ہین جب
آدم علیہ السلام فوت ہوئی تو اولاد آدم
اطراف عالم مین متفرق ہوگئے ۔پس وہ
ان نواح مین ایک ایک زبان بولنے لگے
جب ان پر ایک زبان غالب ہوگئی اور اسمین
ایک مدت گذر گئی اور اسمین کئی پشتین فوت
ہوگئین تو انکو اور بہت زبانین بہول گئین
اور اپنی کتاب **محصول** مین دوسری
آیتہ کو مذہب شیخ ابو الحسن کے تائید مین
نقل کرکے کہا ہے کہ اس سے زبانون کی
اختلاف ترکیب مراد نہین ہے ۔یہ ترکیب
زبانون کے سوائے اور چیزون مین بڑہکر
پائی جاتی ہے ۔پہر زبان کی تخصیص سے
کیا فایدہ ۔پس یہی بات رہی کہ اس سے
بولیون کے اختلاف مراد ہین ۔ **تو اس**
صورت مین آسانی سے جہگڑا اسطے ہوتا ہے
کیونکہ اس تقدیر پہ بہی زبانین خدا کی زبانین

ہوئین ۔پہر اسکے نبی اور صفی آدم علیہ السلام کین ۔کسی کافر کے کفر کا
اسمین دخل نہ ہوا ۔

اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان سیکہنے کی شرع مین کوئی ممانعت نہین ہے۔ انگریزی اس حکم جواز تعلیم مین بعینہ ایسی ہے جیسکہ ہندی و فارسی و عربی۔ **رہا یہہ امر** کہ ان زبانون مین ترجیح و فضیلت کس زبان کو ہے سو بحسب اختلاف اغراض مختلف حکم رکہتا ہے۔ **اخروی** اغراض کی نظر سے مسلمانون کے لئے عربی زبان افضل ہے کیونکہ انکے دینیات انکی عبادات عربی زبان مین ہین۔ انکی کتاب مقدس انکے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہی زبان ہے۔ اس سے مسلمانون کے دینیات وعبادات کے لئے تو عربی کی ضرورت ثابت ہی ہے۔ اور اگر وہ باہمی بول چال روزمرہ مین بہی عربی زبان ہی کو استعمال کرین تو یہ بہی اخروی ثواب سے خالی نہین۔ کیونکہ اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی ومشابہت پائی جاتی ہے۔ اور دنیوی اغراض کی نظر سے ہر ایک کو عام کارروائیون کے لئے اسکی مادری زبان افضل ہے اور خاصکر اعلی درجہ کی نوکریان اور دنیاوی عزت حاصل کرنیکے لئے آجکل انگریزی زبان ہی افضل ہے جو بادشاہ وقت کی زبان ہے۔ **ہان** بعض انگریزی کتابون کے مضامین ایسے فلسفیانہ وملحدانہ ہوتے ہین جنسے لوگون کے عقائد مسلمہ خراب ہوجاتے ہین **یہی وجہ** ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑہتے ہین پابندی مذہب چہوڑدیتے ہین **مگر اسکا** علاج یہ نہین کہ انگریزی پڑہنے سے لوگون کو منع کیا جاوے **یہہ** علاج **تب** کارگر ہوسکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگون کے غرض دنیاوی نہ ہوا ورمنع کرنیسے انکا انگریزی پڑہنا متوقع ہو۔ **بلکہ** اسکا علاج یہہ ہے کہ اس انگریزی کے ساتہہ مذہبی تعلیم کو بہی شامل کردین اور ان لوگون کے لئے جو انگریزی پڑہنا چاہین مذہبی تعلیم

کے اسباب و وسایل بہم پہنچاوین - جنکے ذریعہ سے انکے عقاید خراب ہونے سے
بچ سکین - چنانچہ انجمن ہمدردی نے اپنے جوابات اور ضمیمہ رپورٹ مین اسی پر
زور دیا ہے - اور گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ سرکاری مدارس مین بھی
اول گھنٹہ مذہبی تعلیم ہوا کرے اور ان مدارس کو جو مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص
ہین روپیہ سے مدد دیجاوے - اس علاج کے عمل مین لانسے لوگون کو اپنا مطلب
دنیاوی بہی ہاتہہ آیگا اور انکا ایمان بہی ہاتہہ سے نہ جاویگا - **اسکی مثال** (یا نظیر)
یہہ ہے جو پچھلے زمانہ کے علماء اسلام نے علم منطق و فلسفہ کے (جسمین عقاید اسلام
کے صریح مخالف عقاید مین جیسے عالم کا قدیم ہونا - آسمان کا خرق والتیام محال
ہونا - آسمان کا متحرک رہنا - جسم کا ہیولی اور صورت سے مرکب ہونا وغیرہ وغیرہ)
ضرر کا علاج کیا ہے - جب ان علوم کو عقاید اسلام نے مخالف پایا اور ان کو چھوڑ دینا
مناسب وقت نہ دیکھا یا لوگون سے انکا چھوٹنا ناممکن سمجھا تو اسکے ساتھہ ساتھہ کتب
عقاید و کلام کا پڑہنا شروع کر دیا اور اسمین ان عقاید کے برخلاف عقاید اسلام کو
مدلل اور مؤید کر دیا **اگرچہ** پہلے علماء نے اسکا علاج یہہ کیا ہے کہ منطق و فلسفہ
پڑہنے سے منع کیا بلکہ اسکے ساتھہ ہی علم کلام و عقاید سے بہی روکا (چنانچہ اشاعۃ السنہ
نمبر ۱ و ۲ جلد اول مین اسکی تفصیل ہو چکی ہے - **مگر** اکثر بلاد و اقالیم مین اسپر عمل درآمد
نہین ہوا - ابتداء سے اسوقت تک ہندوستان بہر کا یہی حال رہتا ہے کہ بڑے بڑے
مدارس اور نامی شہرون (دیوبند - دہلی - سہارنپور - لکھنو وغیرہ) مین کتب
فلسفہ یونانی (میبذی صدرا وغیرہ) بہی پڑہائی جاتی ہین اور اسکے ساتھہ شرح عقائد
و خیالی کا بہی درس ہوتا ہے —

یہہ کوئی نہین کرتا کہ منطق کو بالکل موقوف کر دے - یہی علاج ضرر انگریزی کا
کرنا چاہیئے جو لوگ انگریزی پڑہنا چاہین انکو مذہبی تعلیم مین پختہ کیا جاوے وہ اپنے

مذہب سے واقف ہوکر ضرر عقاید باطلہ کتب انگریزی سے بچ جاوینگے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت اور معزز نوکریاں بہی حاصل کرینگے

اسمیں اُن لوگوں کا یہہ خیال کہ نوکریاں و دُنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہے اور ہر ایک کو بجز ذکر و عبادت اور کوی کام کرنا جایز نہیں ہے سراسر جہالت کا نتیجہ ہے جسپر کوئی شہادت و دلالت کتاب وسنت و اثار سلف امت مین پائی نہین جاتے -

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگوں کے ہاتہہ سے دین اسلام اس درجہ ضعف وغربت کو پہنچا ہے - انہی حضرات کے اغوا سے اہل اسلام کی ایسی حالت ذلت و افلاس ہو رہی ہے جسکے بیان کی ضرورت نہین - **الحق** یہہ لوگ باوجود دعوی دوستی و خیرخواہی اسلام اسلام کے سخت دشمن ہین اور کیون نہ ہون **مثل مشہور** ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرر رسان ہوتا ہے -

انہی لوگوں کے یمن و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہین کہ اپنا کوئی قومی کام اشاعت دین اسلام بے دغدغہ نہین کرسکتے - قومی کیا شخصی کام ہون مین بہی عاجز اور درماندہ ہین **ایک ہندو** یا عیسائی صداقت و حقانیت دین اسلام دیکہکر مسلمان ہوجاتا ہے تو اس خاص شخص کے لئے کوئی کفالت معاش چندروزہ (جنمین وہ مسایل دین اسلام سے بخوبی واقف ہوجاوے) نہین کرسکتا - **ایک رسالہ** یا کتاب اسلام کی تائید مین کوئی چہپوانا چاہے تو دربدر بہیک مانگتا پہرتا ہے کوئی کوڑی ہاتہہ پر نہین رکہتا - میرے اس بیان مین غالباً کسیکو شک نہو گا اگر کوی ایسا شخص (جسکی انکہہ پر تعصب و جہالت کی پٹی بندھی ہوئی ہے) اس سے انکار کریگا تو مین اُن نو مسلم اشخاص کی (جو اسوقت مین

میرے سامنے مسلمان ہوئے اور اب تک وہ تنگدے کی محتاجی سے حیران و پریشان ہو رہے
ہین) اور اُن کتب و رسایل کی تائید دین اسلام مین تالیف ہوئے ہین
پیر و پیہ کے نہ ہونے سے سال ہا سال سے تنگ رہے ہین فہرست دون گا۔
یہہ لوگ پہلی صدیون مین ہوتے تو دین اسلام مدت کا ختم ہوا ہوتا اسکا اثر
ونشان ملک ہند تک کبھی نہ پہنچتا۔
اُن ظالمون اور اسلام کے دشمنون کو ان باتون سے تو کچھ اثر ہوگا۔ بلکہ ادہر یہ
طیش و جوش آئیگا۔ انکو اپنے خیال کی غلطی تب معلوم ہو جبکہ انکے فتوحات و اذہان
بند ہو جائین۔ جو لوگ کسب تجارت و نوکریان کر کے انکے پیٹ بہرتے اور انکے آگو
کہانا روپیہ لادہرتے ہین وہ کسب تجارت چہوڑکر انکی طرح ننگ ہو جاوین اور
انکے پاس مسجدون اور خانقاہون مین آکر ڈیرے لگا بیٹھین۔ اور پہر آسمان سے
قوم بنی اسرائیل کا سامن وسلوے یا غیب الغیب سے حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام
کیطرح میوجات ورزق نازل نہ ہو تو ان حضرت کو اپنی غلطی خیال کا پتہ لگے
پہر تو یہ بہی کہین کہ کسب و تجارت و نوکری ملازمت (انگریزی کے ذریعہ سے
کیون نہ ہو) حلال ہے اور یہہ عبادت اطاعت کا عین ذریعہ و وسیلہ ہے۔ خیر اُن
حضرات سے ہمکو کیا کام وہ مانین خواہ نہ مانین ہم اپنے اور مسلمانون بہائیون کو
حق بتاتے ہین اور وہ آیات واحادیث و آثار سناتے ہین جنسے دنیاوی کسب
وطلب مال کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ اور فقیر محتاج ہونیکی مذمت نکلتی ہے۔
خداتعالی نے حضرت داؤد و سلیمان کو بادشاہ کیا اور اسکو اپنا
فضل فرمایا اور اسپر احسان ظاہر کیا چنانچہ سورہ نسا مین ہے کیا یہودیون

ام لہم نصیب من الملک فاذا لا یؤتون الناس نقیرا۔ ام یحسدون	کے لئے بادشاہت مین کچھ حصہ ہے؟ ہو تو لوگون کو کہٹلی کہجور کی سوراخ کے برابر کچھ نہ دین

النا س علیٰ ما اتیھم اللہ من فضلہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینھم ملکًا عظیما

کیا وہ لوگون سے اِس پہ حسد کرتے ہین کہ خدا نے انپر فضل کیا - ہمنے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت دی اور انکو بڑی بادشاہت دی ہے -

یہان آل ابراہیم سے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد مراد ہین چنانچہ عامہ مفسرین نے تصریح کی ہے اور صورہ **ص** مین حضرت داؤد کے حق مین صریح ہی آگیا ہے کہ ہمنے اسکی بادشاہت کو قوت دی - اور حضرت سلیمان سے نقل کیا ہے

وشددنا ملکہ واتینٰہ الحکمۃ وفصل الخطاب

رب اغفرلی وھب لی ملکًا لاینبغی لاحد من بعدی

اے خداوند مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا اور کسیکی نہو -

ولقد اتینا داؤد منا فضلا سبا

اور فرمایا ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے فضل (مال اور بادشاہت) دی -

حضرت سلیمان و داؤد کے پاس جس قدر دولت و حشمت و مال اسباب دنیاوی موجود تہا اسکی تفصیل قرآن مین اور اسکی تفسیرون مین ہے اس مقام مین اسکی گنجایش یہان نہین ہے ،

اور **خدا تعالیٰ** نے عموماً مومنون کو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر حج کے دنون اور حج کے موافق مین تجارت کرنا چاہو تو تمپر کوئی گناہ نہین ہے

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم (بقرہ ع ۲۵)

صحیح بخاری اور عامہ تفسیرون مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت مین عکاظ ومجنہ و ذوالمجاز تجارت کے بازار تہے جب اسلام کا وقت آیا تو مسلمانون نے انمین تجارت کرنی کو گناہ سمجہا جس پر خدا تعالیٰ نے یہہ ارشاد کیا کہ موسم مین بہی ان بازارون مین تجارت کرنیکا کچہہ گناہ نہین -

سورہ **جمعہ** مین ارشاد ہے کہ جب نماز پوری ہو جاوے تو زمین مین پہیر جاو اور خدا کا فضل تلاش کرو - اِس آیت مین باتفاق عامہ تفاسیر فضل سے تجارت مراد ہے -

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ جمعہ

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کسب حلال طلب کرنا بھی بعد فرائض ایک فرض ہے

عن عبد الله قال قال رسول الله طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکہا ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ کسب حلال کی فرضیت فرائض (معمولی) نماز روزہ حج وغیرہ دوسرے درجہ پر ہے - اور کہا کہ یہہ اُس شخص کے لئے ہی کہ اپنے خرچ مین اپنے کسب کا محتاج ہو اسکا خرچ دوسرے کے ذمہ نہو (جیسے بیوی کا خرچ میان پر ہے اور چہوٹے اولاد کا ماں باپ پر)

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کبہی کسینے اپنے ہاتہ کی کمائی سے بہتر کوئی کہانا نہیں کہایا اور اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتہوں کی کمائی کہایا کرتے **اور آنحضرت** نے فرمایا ہے

قال رسول الله ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ - وان نبی الله داؤد کان یاکل من عمل یدیہ - رواہ البخاری)

قال النبی صلعم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم -

قال رسول الله صلعم ان الله یحب العبد التقی الغنی الخفی او الحفی خاض القوم فی ذکر الغنی فقال رسول الله صلعم لا باس بالغنی لمن اتقی الله عز وجل (رواہ احمد)

کہ جو کچہہ تم کہاتے ہو اسمین ستہرا اور پاکیزہ وہ کہانا ہے جو اپنی کمائی سے کہاتے ہو - اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی سے ہے (یعنی انکا مال بہی تمہارے لئے پاکیزہ اور ستہرا ہے) - **اور آنحضرت** نے فرمایا ہے خدا اس بندہ کو دوست رکہتا ہے جو پرہیزگار اور مالدار اور لوگون پر شفیق (یا گوشہ نشین) ہو - ایک دفعہ آنحضرت کے اصحاب مالدار ہونیکے باب مین بحث کر رہے تہے تو آنحضرت نے فرمایا جو خدا سے ڈرے اسکے لئے مالدار ہونے کا کوئی ڈر نہین ہے -

اسی نظر سے آنحضرت صلعم خدا تعالی کی جناب مین غنا اور مال کے لئے دعا مانگتے

اور فقیری و ذلت سے پناہ طلب کرتے

اللھم انی اسالك من صالح ما توتی الناس من المال والاھل والولد غیر ضال ولا مضل	ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے ای خداوند مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ تو مجھے مال اور اولاد دے جو گمراہ نہ ہوا اور نہ گمراہ کرے ۔
اللھم انی اعوذ بوجھك الکریم وباسمك العظیم من الکفر والفقر	اور ایک دعا مین یہ فرمایا ہے خدایا مین تیرے بزرگ مونہہ اور تیرے بزرگ نام کے ساتھ کفر اور فقیری سے پناہ لیتا ہون ۔
اللھم انی اعوذ بك من الکفر والفقر قال رجل ویعدلان قال نعم ۔	ایک دعا مین آپنے کہا ہے اے خداوند مین کفر اور فقیری سے تیری پناہ چاہتا ہون ۔ اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا کفر

اور فقیری برابر ہین (کہ آپنے دونون سے یکسان پناہ مانگی ہے) آپنے جواب دیا ہان برابر ہین ۔

اقض عنا الدین واغننا عن الفقر ۔	ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے ای خداوند ہمارا قرض ادا کر اور ہمکو فقیری سے غنی کر ۔
اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی ۔	ایک دعا مین آپنے یہہ کہا ہے اے خداوند مین ضعیف ہون مجھے قوت دے ۔ مین ذلیل ہون مجھے تو عزت دے مین فقیر ہون مجھے روزی دے ۔
اللھم اعنی علی دینی بالدنیا وعلی اخرتی بالتقوی	ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے اے خداوند مجھے دین پر دنیا کے ساتھ مدد دے اور آخرت پر تقوی کے ساتھ مدد دے ۔
اللھم انی اعوذ بك من بطر الغنی ومذلۃ الفقر ۔	ایک دعا مین ہے خدایا مین دولتمندی کے تکبر اور فقیری کی ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہون

یہہ دعائین اکثر کتب صحاح وسنن مین مروی ہین جو لوگ ان کتابون کو نہ دیکھہ سکین وہ ایک چھوٹے سے رسالہ حزب اعظم مین ان دعاؤن کو ملاحظہ کرین ۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت کے اکثر اصحاب اور انکے صحبتین تابعین اور انکے پچھلے ائمہ دین کسب وتجارت کرنے اور مالدار تہے۔ اور اسی مال کے ذریعہ سے اُنہون نے دینی اور قومی کام کئے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنی جیب خاص سے جیش العسرۃ (جسمین آنحضرت نے اپنے مخالفون اور دین اسلام سے بیجا مزاحمت کرنیوالون پر آخری چڑہائی کی تہی) تین سو اونٹ معہ اُنکے پالان وغیرہ سامان کے تیار کر دئے۔

مدینہ شریف مین صرف ایک ہی میٹھا کنوان تہا جسپر ایک یہودی قابض تہا اور وہ عام لوگون کو پانی نہ لینے دیتا۔ آپنے اسکو پینتیس ہزار درہم (تقریباً ساڑہے آٹھہ ہزار روپیہ) سے خرید کر وقف کر دیا۔

اسی قسم کے اور صدہا کام صحابہ نے کئے جو سب مالداری کے نتائج تہے۔

انمین ایسے لوگ کم تہے جو مالدار ہونے کو پسند نہ کرتے† اور ایسے تو بہت ہی کم تہے جو کسب وحرفت کو چہوڑ کر آنحضرت کے پاس بیٹہے رہتے††۔

اصحاب صفہ زہد وتقلل مین بڑے فائق وضرب المثل تہے پر وہ بہی رات کو عبادت کرتے دن کو جنگل سے ایندھن اُٹھا کر لایا کرتے۔

الحاصل جہانتک ہمکو کتاب وسنت مین نظر ہے اِس سے ہمنے یہی دیکھا ہے کہ کسب کرنا اور مالدار ہونا مطلقاً گناہ نہین ہے۔ خاصکر اِس زمانہ مین کہ قناعت وعفت کم ہوگئی ہے بے صبری بڑہ گئی ہے عوام کا تو کیا ذکر ہے خواص (علما) نے قرآن اور دین کو دنیا کی تابع کیا ہوا ہے۔ جدہر دنیا کا رُخ دیکھتے ہین ادہر قرآن کو پہیر دیتے ہین۔ جس بات کو لوگ (روٹی پیسہ دینے والے) پسند کرتے اُسیکا ثبوت قرآن سے نکال لیتے ہین۔ کئی ایسے ہین کہ کلیتہً دین اسلام سے خارج ہو کر دین عیسائی یا نیچری پن یا دہریہ پن اختیار کر چکے ہین۔ اگر انکے پاس دین وقرآن سکے

† جیسے ابوذر غفاری رضہ ۔ †† جیسے ابوہریرہ رضہ یا ایک اہل حرفہ کا بہائی جسکی شکایت اُس نے آنحضرت کے پاس کی تہی۔

سواے کوئی اور ہنر وکسب ذریعہ معاش ہوتا اور بلا تردد انکو کہانے کو ملتا تو وہ ان بلاؤن مین کیون مبتلا اور ہلاک ہوتے ۔

سفیان ثوری جو ائمۂ دین اور زمانہ تابعین مین تہے اپنے زمانہ مین فرماتے ہین کہ پچہلے زمانہ مین مال کو برا سمجہا جاتا تہا (یعنی اُن ہی لوگون مین جو معدودے چند زاہد تہے) آج تو وہ مومن کے لئے (ایمان) ڈہال ہے۔ اگر ہمارے پاس یہہ چند دینار نہوتے تو بادشاہ لوگ ہمکو اپنے ہاتہہ کا رومال بنا لیتے (یعنی اپنی خواہشون اور حکمون کے تابع کر لیتے) جسکے پاس مال ہو وہ اسکو سنبہال کر رکہے یہہ وہ زمانہ ہے کہ اگر اسکو مال کی حاجت پڑے تو وہ سب سے پہلے اسکے عوض دین کو خرچ کر ڈالے حلال مال مین اسراف کا احتمال نہین۔

عن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فہو ترس المومن وقال لولا ہذہ الدنانیر لتمندل بنا ہؤلاء الملوک قال ومن کان فی یدہ من ہذہ شئ فلیصلحہ فانہ زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینہ وقال الحلال لا یحتمل السرف (مشکوۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ)

ان ہی حضرت کا یہہ قول ہے کہ دُنیا مین زاہد (بے رغبت ہونا) یہہ نہین کہ موٹے کپڑے گاڑہا کمبل مثلاً پہن لے اور خشک بے مزہ روٹی کہائے زاہد ہونا تو یہہ ہے کہ دُنیا پر امید (یا آرزو) کو کوتاہ کرے ۔

وعن سفیان قال لیس الزہد فی الدنیا بلبس الغلیظ والخشن واکل الجشب انما الزہد فی الدنیا قصر الامل (شرح السنۃ)

ایسا ہی امام مالک سے منقول ہے کہ آپ سے کسی نے پوچہا دُنیا مین زاہد ہونا کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا حلال کہانا اور دنیاوی امیدون کو کوتاہ کرنا ۔ **ایسا ہی آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ زہد یہہ نہین کہ حلال

عن زید بن الحسین قال سمعت مالکا وسئل اى شئ الزہد فی الدنیا قال طیب الکسب وقصر الامل ۔

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال الزهادة ليست بتحريم الحلال واضاعة المال ولكن الزهادة في الدنيا ان لا تكون بما في يديك اوثق بما في يدي الله (ترمذی)

(کسب ولذات) کو حرام کردے اور مال کو ضایع کرے زہد تو یہ کہ تو اپنے ہاتہ کی چیز پر خدا کے ہاتہ کی چیز سے زیادہ بہروسہ نہ کرے۔

ہان اسمین شک نہین ہے کہ جیسے مال اور کسب کی قران اور حدیث مین ترغیب وفضیلت آئی ہے ویسی بلکہ اس سے دہ چند اسکی ترہیب ومذمت بہی وارد ہے مگر وہ اسی صورت اور اسی حالت مین ہے کہ انسان مال اور کسب مین منہمک ہوکر اپنی اصلی اور اول درجہ کی فرض عبادت وذکر سے (جسکی طرف آیہ مندرجہ حاشیہ مشعر ہے)

†ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

ہمنے جنون اور آدمیون کو عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے

غافل ہوجاوے اور لذات دنیاوی اور حظوظ نفسانی مین محو ہوجاوے۔

اور جو لوگ اس مال اور کسب مین خدا کی رضامندی اور تقرب حاصل کرین اور وہ اپنے کسی کام (بیع وتجارت وغیرہ مین خدا کی یاد سے غافل نہ ہون جنکے وجود سے دوسرے آیہ

وقال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة۔

ایسے لوگ ہین جنکو بیع وتجارت خدا کے ذکر سے نہین روکتی۔

(منقولہ حاشیہ مخبر ہے) وہ اس ترہیب ومذمت سے بری ہین چنانچہ آیات واحادیث سابقہ کا مفاد ہے اور اسی پر عامہ اہل علم کا اتفاق ہے کیا اچہا کہا جسنے کہا۔

---

† اس آیہ مین صاف ارشاد ہے کہ اصل مقصود پیدایش مخلوقات سے ذکر وعبادت ہے باقی کہنا پینا کسب وتجارت اسی عبادت کے وسایل وذرایع ہین کیا اچہا کسینے کہا ہے ؎

خوردن برای زیستن وذکر کردن است ÷ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

پہر جو لوگ یہ سمجہے ہوے ہین کہ ہم صرف کہانے پینے اور روٹی کمانے کو پیدا ہوئے ہین اور ان امور مین وہ ایسے منہمک ہین کہ اپنے اصلی فرض عبادت کا نام نہین لیتے وہ سراسر غلطی پر ہین جیسے کہ وہ لوگ غلطی پر ہین جو کسب تجارت کو ناجایز یا خلاف افضل سمجہکر تارک ہو بیٹہے ہین اگر وہ الا ليعبدون کا یہ مطلب سمجہے ہین کہ بجز عبادت اور کوئی کام کرنا خدا کو مطلوب ومرغوب نہین تو چاہیے کہ وہ نماز وذکر کے سوا کسب وتجارت سے علاوہ اور کوئی کام ہی نہ کیا کرین نہ سوئین نہ کہانا کہائین نہ پانی پئین نہ کلام کرین اور اگر وہ ان افعال کو عبادت کی ممدات اور وسایل سمجہتے ہین تو ویسے ہی کسب وتجارت کو عبادت کے